وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَآءُ أَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحديث)

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علماء دیوبند اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری
ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

شائع کردہ:

مولانا محمد نواز بلوچ
صدر اہلسنت والجماعت گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلک حیات النبی زندہ باد

عقائد علماء دیوبند زندہ باد

الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون

مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ

علماء دیوبند اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری

ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

ناشر:

ادارہ مبلغین اہل السنۃ والجماعۃ رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

محمد نواز بلوچ صاحب صدر مبلغین اہل سنت والجماعت گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کے معروف عالم دین مولانا محمد نواز بلوچ نے عرصہ ہوا، ایک کتابچہ تحریر کیا جس کا نام ''مسئلہ حیات النبی ﷺ، علماء دیوبند اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری، ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ'' رکھا جو اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد!

پاک وہند میں خصوصاً اور تمام عالم میں عموماً علماء دیوبند قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ اور عالم ربانی قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کی روحانی اولاد کا کردار ہر اعتبار سے چاہے وہ مذہبی ہو یا سیاسی فقید المثال ہے۔ یہ وہ جماعت ہے کہ جس نے گوروں کے مضبوط قلعوں میں دراڑیں ڈالیں اور انگریز آج بھی دیوبند کا نام سن کر کانپتا ہے اور انگریزوں کی خواہشات کی تکمیل میں یہ جماعت بہت بڑی رکاوٹ تھی اور اب بھی ہے اس واسطے اس نے اس جماعت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے پورا زور لگایا اور وہ اس منصوبے میں کافی حد تک کامیاب ہوا۔ چنانچہ اس وقت ایسی مضبوط جماعت کہ جس کے کارکنوں کا ثانی کوئی نہ تھا، سیاسی اور مذہبی اعتبار سے مختلف ناموں میں تقسیم ہو چکے ہے: ''عیاں را چہ بیاں''

اس جماعت کے حصے بخرے کرنے میں جہاں انگریز کے گماشتے سیاسی لیڈروں کا کردار ہے، وہاں پر کچھ مذہبی انانیت رکھنے والوں کا بھی کافی حصہ ہے جن میں سرفہرست مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی ہیں۔ یہ شروع شروع میں توحید وسنت کا لبادہ اوڑھ کر علماء دیوبند کی جماعت میں شامل ہو گئے، کیونکہ علماء دیوبند کا بنیادی مشن اور پروگرام ہی توحید وسنت کا پرچار اور شرک وبدعت کی تردید تھا اور اب بھی ہے۔ اس واسطے انہوں نے ان کو گلے لگا لیا اور شہر شہر اور بستی بستی ان کا تعارف کرایا، تو جب یہ عوام الناس میں متعارف ہو گئے تو رفتہ رفتہ انہوں نے اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا پروگرام بنایا اور توحید کی آڑ میں توہین انبیاء علیہم السلام شروع کر دی۔ وہ اس طرح کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخیہ فی القبر کا انکار کر دیا اور خصوصاً سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات کو اپنے مذموم ارادوں کا ہدف بنایا، اگرچہ وہ اس منصوبہ میں اپنی مرضی کے مطابق کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ ان کے نظریات کو علماء دیوبند نے یکسر رد کر دیا تاہم عوام میں ایک نیا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ شاہ صاحب چونکہ عوام کے سامنے دیوبندیت کی نسبت سے آئے تھے اور اب بھی اپنی نسبت، دیوبند کی طرف کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا علماء دیوبند کے نظریات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس واسطے ہم نے ضروری سمجھا کہ عوام کو اس عقیدہ کے بارہ میں علماء دیوبند کے موقف سے آگاہ کیا جائے اور شاہ صاحب کی حیثیت واضح کر دی جائے، تاکہ کوئی دھوکے میں نہ رہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا جائے کہ ان کا عقیدہ اپنا ذاتی اور خود ساختہ ہے یہ عقیدہ نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے، اور اگر وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ میرا عقیدہ قرآن وسنت پر مبنی ہے تو اپنا وقت اور عقیدہ تحریر کر کے ہماری طرف روانہ فرما دیں۔ ہمارا موقف اور شرائط حاضر ہیں، اس موقف اور شرائط پر شاہ صاحب جس وقت چاہیں یا ان کا کوئی وکیل تو ہم گفتگو کے لئے تیار ہیں، لیکن یاد رہے!

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب میں اپنا موقف اور شرائط تحریر کرتا ہوں جس کے مرتب ہیں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی۔

فقط: محمد نواز بلوچ

صدر جماعت مبلغین اہل سنت والجماعت رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) ہم اہل سنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے لئے جیسی موت مقدر تھی وہ آپ ﷺ پر وارد ہوئی۔ اس موت کا وعدہ اور پیش گوئی قرآن پاک میں تھی مگر اس کا تحقق اور وقوع قرآن پاک میں ہرگز ہرگز مذکور نہیں۔ اس وقوع کا ذکر خطبہ صدیق میں ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)

(۲) اس دنیا سے انتقال کے بعد روضہ اطہر (قبر مبارک) میں آپ ﷺ کو حیات حاصل ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ (القول البدیع ص ۱۲۵، رسالہ مدینہ ص ۴۱، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳، مظاہر حق ج ۱ ص ۴۴۵، انوار المحمود شرح ابی داؤد ج ۱ ص ۶۱۰، الفتاوی الکبریٰ ابن حجر مکی)

(۳) آپ کا روضہ اطہر مدینہ منورہ میں ہے۔ اِس سے مسلمان تو مسلمان کوئی کافر بھی انکار نہیں کرتا۔

(۴) اس روضہ اطہر میں آپ ﷺ کا جو جسد مطہر ہے وہ دینوی عنصری ہے مثالی نہیں۔ اس کا بھی آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس دنیوی حیات سے ہمارا یہی مطلب ہے کہ قبر مبارک میں اس دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے جس کی وجہ سے اس بدنِ اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے۔ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے۔ (ضمیمہ المہند ص ۱۵۹)

(۵) یہ جسد اطہر کی حیات عالم برزخ میں ہونے کی وجہ سے ہم سے پردہ میں ہے۔ جیسے فرشتے یقیناً زندہ ہیں، مگر ہمیں اُن کی حیات کا شعور نہیں۔ ان معنوں میں اہل سنت اس حیات کو برزخی بھی کہتے ہیں۔

(۶) قبل ازیں جب یہ جھگڑا اُٹھا تھا تو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ فیصلہ ہوا تھا۔ فیصلہ وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں یہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اُس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

احقر محمد طیب وارد حال راولپنڈی ۲۲/جون ۱۹۶۲ء

دستخط...... مولانا قاضی نور محمد صاحب   دستخط...... لاشئی (مولانا) غلام اللہ خان

دستخط...... مولانا محمد علی جالندھری عفا اللہ عنہ   (ماہنامہ تعلیم القرآن ماہ اگست ۱۹۶۲ء ص ۲۴، ۲۵)

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ پر اس فیصلہ کی پابندی لازم قرار دی گئی۔ (ایضاً ص ۵۳)

مولانا غلام اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محترم قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ اس پر دستخط کر دیئے جائیں کیونکہ سماع صلوٰۃ عند القبر الشریف پر تو تمام اکابر علمائے دیوبند متفق ہیں۔ اس لئے اگر جماعت کی خیر خواہی اور نزاع کو ختم کرنے کے لئے اس پر دستخط کر دیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ دونوں حضرات نے دستخط کر دیئے۔ یہ دونوں حضرات مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مطمئن تھے، کیونکہ وہ سماع صلوٰۃ کو اپنے خط میں تسلیم کر چکے تھے۔ (ایضاً ص ۵۴)

باقی رہا آنحضرت ﷺ کے قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ وسلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں فریقین کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔　(ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء ص ۱۸)

یہ وہ فیصلہ ہے جس کی دھجیاں اشاعت التوحید والسنہ نے اُڑا کر پھر دین میں فتنہ اور ملک میں فساد برپا کر دیا۔

تنقیحات: (۱) آنحضرت ﷺ کے دنیوی جسد اطہر کو روضہ پاک میں جو حیات حاصل ہے، وہ ایسی حیات ہرگز نہیں جو ہر اینٹ و پتھر میں بفحوائے آیت کریمہ "ان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم" میں موجود ہے۔ اس پتھری حیات کا قائل کوئی بھی اہل سنت والجماعت میں سے نہیں، بلکہ آپ کی انسانی روح اقدس کے تعلق سے یہ حیات ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ کے دنیوی جسد اطہر کو روح مبارک کے تعلق سے جو حیات حاصل ہے وہ تعلق، تعلق حیات ہے اور لابشرط شئی کے درجہ میں روح پاک کے اتصال اور دخول دونوں سے عام ہے۔ اگر روح مبارک کا مستقر اعلیٰ علیین میں مان کر اس کے اتصال ونفوذ سے دنیوی جسد اطہر میں حیات تسلیم ہو اور اسی تعلق حیات سے سماع عند القبر شریف کا اعتقاد ہو۔ تو بھی حیات النبی ﷺ کا عقیدہ قائم ہو جاتا ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴ / ۱۲۵، کتاب الروح ص ۱۲۴ / ۱۲۵، فتح الملہم ج ۳ ص ۴۲۱)

اگر روح مبارک کا آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر میں دخول وتلبس مان کر آپ کی حیات تسلیم کی جائے اور سماع کا اقرار کر لیا جائے تو بھی عقیدہ حیات النبی ﷺ کا تحقق ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲، حیات الانبیاء از بیہقی ص ۱۴، شرح شفا ملا علی قاری ج ۲ ص ۱۴۲، وفاء الوفا للعلامۃ السمہودی ج ۲ ص ۴۰۷، شفاء السقام للسبکی ص ۱۵۴، الرسائل القشیریہ ص ۱۰، انباء الاذکیاء للسیوطی ص ۲، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۷۴۴، تیسیر القاری ج ۳ ص ۲۶۲)

الغرض کیفیت وصول حیات کے اختلاف سے حیات النبی ﷺ کا اجماعی عقیدہ متاثر نہیں۔ اس اختلاف کو چھیڑنا اصل بحث سے فرار سمجھا جائے گا۔

(۳) وفات کے بعد حیات زیر بحث ہے اس لئے وفات کی طرف سے بھاگنا بھی بحث سے خروج ہوگا۔

(۴) برزخ کی وضاحت ہو چکی ہے اگر حیات برزخیہ کا مطلب یہ ہو کہ حیات پاک تو روضہ اطہر والے جسد پاک میں ہی ہے، مگر ہم سے پردہ میں ہے تو یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور برزخیہ کا یہ معنی کرنا کہ جسد پاک کے ساتھ روضہ اطہر میں روح کا کوئی تعلق نہیں تو یہ عقیدہ ہرگز اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے۔

(۵) عقیدہ حیات النبی ﷺ بہ تفصیل بالا عقائد ضرور یہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔ اس کا منکر یقیناً اہل سنت والجماعت سے خارج اور بدعتی ہے اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(فتویٰ دار العلوم دیوبند ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ، بحوالہ المسلک المنصور ص ۴۸، ۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرائط مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت ومولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی

شاہ صاحب نہ تو اہل سنت والجماعت میں سے ہے کیونکہ ان کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کی کسی کتاب میں درج نہیں اور نہ ہی وہ اہل سنت والجماعت کی عرب وعجم کی مسلمہ دستاویز ''المہند علی المفند'' پر دستخط کرتے ہیں۔ بلکہ وہ احمد سعید چتروڑی کی طرح تمام علمائے اہل سنت والجماعت اور عوام اہل سنت والجماعت کو قرآن پاک کی ۷۰ آیات قطعی الدلالت اور ۱۸۰۰/احادیث قطعی الثبوت وقطعی الدلالت کا منکر قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح شاہ صاحب فرقہ، اشاعت التوحید والسنہ سے بھی تعلق نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ مولانا غلام اللہ خاں مرحوم اور قاضی نور محمد صاحب مرحوم کے مسلمہ فیصلہ پر بھی دستخط نہیں کرتے اور وہ ان ہر دو بزرگواروں اور ان کے ہزاروں معتقدین کو منکر قرآن مانتے ہیں۔

نوٹ: فرقہ ''اشاعت التوحید والسنہ'' کی تاریخ پیدائش ۲۹ نومبر ۱۹۵۷ء ہے۔

(تعلیم القرآن ص ۴۱، بابت ماہ جنوری ۱۹۵۸ء)

نوٹ: دریا خان میں ۸،۱۰اپریل ۱۹۸۷ء کو مولانا شیخ غلام یٰسین رہنما اشاعت التوحید والسنہ ومناظر اشاعت التوحید والسنہ مولوی محمد یونس صاحب نے فرقہ اشاعت التوحید والسنہ کو اہل سنت والجماعت (دیوبند) سے الگ فرقہ تسلیم کرلیا ہے، اور یہ اسٹام پر درج ہے۔ اسٹام کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس موجود ہے۔

شاہ صاحب کا عقیدہ کوئی جماعتی عقیدہ نہیں، بلکہ وہ صرف ان کی ذاتی رائے ہے جو کسی مسلمہ اسلامی کتاب میں درج نہیں ہے۔ دنیا میں ہر فرقے کی مسلمہ عقیدوں کی کتابیں ہیں، مگر شاہ صاحب کے مکمل عقائد کی کوئی مسلمہ کتاب دنیا میں موجود نہیں، جس میں ان کے مکمل عقائد درج ہوں اور اس پر ۲۵ ذمہ دار علماء کی تصدیات ہوں، یا عام مدارس میں بطور نصاب وغیرہ متداول ہو۔

نوٹ: جب یہ عقیدہ ان کا صرف ذاتی عقیدہ ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ قبر مبارک میں زندہ نہیں اور آپ ﷺ روضہ اطہر پر پڑھا ہوا درود وسلام نہیں سنتے۔'' جب یہ عقیدہ کسی اسلامی فرقہ کی مسلم کتاب میں درج نہیں اور وہ سب اسلامی فرقوں سے الگ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنارہے ہیں تو انہیں اسلامی فرقوں کی کتب حدیث، تفسیر، اصول، اسماء الرجال وغیرہ سے عوام کو دھوکا دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

شاہ صاحب کا ذاتی عقیدہ جس پر ان کے مناظر مولوی محمد یونس نے دستخط کئے:

(۱) مثبت پہلو: عذاب وثواب قبر حق ہے۔ جس مردہ کے ذرات (اندرا گاندھی کی طرح) تمام ملک بلکہ دنیا میں منتشر ہو جائیں، تب بھی ان میں ایسی حیات ہوتی ہے۔ جس سے ان ذرات کو دکھ سکھ کا احساس ہوتا ہے۔ اس کا منکر کافر ہے (ملخصاً) اس پر مولوی یونس نے ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو دریا خان میں دستخط کئے۔

(۲) منفی پہلو جس طرح شاہ صاحب کا عقیدہ ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ خدا کا کوئی باپ نہیں، بیٹا نہیں، بیوی نہیں۔ خدا کو نیند آتی ہے نہ اونگھ اور یہ عقیدے صراحتاً قرآن پاک میں ہیں اسی طرح یہ عقیدہ بھی صراحتاً قرآن پاک میں ہے کہ: ''حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں اور عند القبر پڑھا ہوا، درود وسلام وہ نہیں سنتے۔'' یہ ان کے عقیدے کے دونوں مثبت اور منفی پہلو ہیں۔

ہاں اگر شاہ صاحب اپنے ذاتی عقیدہ سے توبہ کر کے فرقہ اشاعت التوحید والسنہ میں شامل ہو جائیں تو وہ اشاعت التوحید والسنہ کے مندرجہ ذیل مسلمہ عقیدہ پر دستخط کر کے ان کو قرآن و حدیث کی قطعی نصوص سے ثابت کر دیں وہ عقیدہ یہ ہے: ''وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔''

احقر محمد طیب وارد حال راولپنڈی ۲۲/جون ۱۹۶۲ء

دستخط: مولانا قاضی نور محمد صاحب مرحوم دستخط: مولانا غلام اللہ خان صاحب مرحوم دستخط: مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ ضروری: شاہ صاحب کے مناظر نے ۳۰/ستمبر ۱۹۸۶ء کو جنڈانوالہ ضلع بھکر میں قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے جماعتی عقیدے پر دستخط کرنے سے زور شور سے انکار کیا، بلکہ ان ہر دو بزرگوں اور ان کی جماعت کو منکر قرآن قرار دیا۔ لیکن ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو شیخ غلام یٰسین صاحب کے ذاتی عقیدے پر دستخط کر دیئے۔ (دریا خان میں) اب اگر شاہ صاحب یا ان کا مناظر فرقہ اشاعت التوحید والسنہ کے عقیدہ پر دستخط کر دیں تو فرقہ اشاعت التوحید والسنہ کے دستور کے مطابق ''پہلے اشاعت التوحید والسنہ کا مندرجہ بالا عقیدہ لکھ کر فرقہ اشاعت التوحید والسنہ کے صوبائی امیر سے اجازت حاصل کریں کہ میں اس درج شدہ جماعتی عقیدہ کو قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ سے ثابت کرنے کے لئے اہل سنت والجماعت سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے مجھے بطور جماعت مناظر کے مناظرہ کی اجازت دی جائے اور ساری جماعت میری فتح وشکست کو اپنی پوری جماعت کی فتح وشکست سمجھے۔'' دستخط وتصدیق امیر صوبائی

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔''

(بخاری ج ۱ ص ۳۷۷، مسلم ج ۱ ص ۴۹۴)

مراد یہ ہے کہ جو شرط کسی شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو وہ باطل ہے۔

(۲) نام: دوران مناظرہ ہر فریق اپنا وہ نام استعمال کرے گا جس جماعت کی مسلمہ کتاب کے حوالہ سے اس نے اپنا عقیدہ پیش کیا ہے۔ اگر کسی جماعت کی مسلمہ کتاب سے حوالہ پیش نہ کر سکے تو وہ فریق واضح کرے گا کہ یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے کسی اسلامی فرقے سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یا ایھا الذین امنوا اوفو بالعقود (المائدۃ: ۱)''

اے مومنو! اپنے وعدوں کو پورا کرو اور ہم اپنا نام اہل سنت والجماعت استعمال کریں گے اور حضرات علمائے دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیں گے۔

(۳) آیت بالا کے مطابق ہی ہم اہل سنت والجماعت کا مسلمہ ادلہ اربعہ سے استدلال کریں گے اور استدلال کے دوران اہل سنت والجماعت کی کتب اصول وفقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ کو ملحوظ رکھا جائے گا جو اصول اہل سنت الجماعت میں اجماعاً مسلم ہوں گے ان کو لازماً مانا جائے گا اور اگر اختلاف ہو گیا تو حنفی اصول فقہ کو بوقت اختلاف راجح رکھا جائے گا۔

آپ بھی اپنے فرقہ کی مسلمہ کتب اصول کا نام دیں جن کی پابندی کریں گے یاد رہے اہل سنت والجماعت کی کتب اصول سے کسی اصل کے سرقہ کی اجازت نہیں ہوگی۔ مسلمہ کتابوں کی شرط اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر (الحج:۸، لقمان:۲۰)"

(۴) "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدة)"

دین کامل ہے، اس لئے جب تک ہر فریق اپنے عقیدہ کے ہر پہلو کو مکمل طور پر اپنی مسلمہ کتاب سے واضح نہ کرے مناظرہ شروع نہ ہوگا۔ "وھو فی الخصام غیر مبین" (۱۸:۴۲)

اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں بات کو واضح نہ کرنا بہت بڑا عیب ہے اس لئے اپنے عقیدہ کے معتقد اور منکر کا حکم صراحۃً کسی مسلمہ کتاب کے حوالہ سے بیان کیا جائے گا اور پھر دلیل سے اسے ثابت کیا جائے گا۔

(۵) ثبوت دلیل: قرآن پاک کی ہر آیت قطعی الثبوت ہے۔ احادیث میں جن احادیث کو محدثین یا فقہاء نے متواتر یا مشہور قرار دیا ہو۔ خواہ تواتر کی کوئی قسم ہو یا تلقی بالقبول یا اجماع کی تائید حاصل ہو اس کی سند وغیرہ پر بحث نہیں کی جائے گی۔

"کل حدیث اجمع السلف علی قبولہ او تواترت اھلیۃ رواتہ فلا حاجۃ عن البحث من عدالۃ رواتہ وما عدا ذلک یبحث عن عدالۃ رواتہ" (عقد الجید ص ۵۲)

صاحب نور الانوار اخبار احاد کے بارہ میں فرماتے ہیں: "لکن لما تلقۃ الامۃ القبول صارت بمنزلۃ المشھور" (ص ۲۵۹ مترجم)

پھر فرماتے ہیں کہ: "لما کان خبر الواحد لم تبلغ رواتہ قدر التواتر والشھرۃ فلابد ان یعرف حال راویہ" (ص ۲۶۰) یہی قاعدہ (تدریب الراوی ج ۱ ص ۶۸، ص ۱۳۱، ۱۳۳) پر درج ہے۔

جناب قاضی شمس الدین صاحب مرحوم فرماتے ہیں: "خبر واحد کے متعلق جو یہ مشہور ہے کہ وہ مفید ظن ہوتی ہے قطع کی نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر قرائن کے وہ مفید ظن کی ہوتی ہے قطع کی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اس سے قرائن موجود ہوتے ہوئے بھی قطع حاصل نہیں ہوتا۔" (ماہنامہ تعلیم القرآن ص ۱۶ مئی ۱۹۵۹ء)

وطریق نقلہ لذلک عن المجتھد احد الامرین اما ان یکون لہ سند فیہ او یأخذہ من کتب معروف قداولتہ الایدی نحو کتب محمد بن الحسن ونحوھا لانہ بمنزلۃ التواتر المشھور۔ (شامی ج ۱ ص ۴۷)

(۶) "قولوا للناس حسنا۔ قولوا لھم قولا معروفا۔ قولا لہ قولا لینا۔ واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی۔ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیداً" (ج ۳۳ ص ۷۰)

خوف خدا کے ساتھ بات احسن اور نرم ہوگی۔ قول معروف، قول سدید، قول عدل جس کو فقہاء کی اصطلاح میں مفتیٰ بہ اور علمائے عقائد کی اصطلاح میں مذہب جمہور اور مسلک منصور کہا جاتا ہے، پیش کیا جائے گا۔ اس کے سوا کوئی غیر معروف، نا سدید، غیر عدل قول یعنی غیر مفتیٰ بہ، شاذ یا ضعیف قول ہرگز پیش نہیں کیا جائے گا۔

''ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وفرق للاجماع وان الحکم الملفق باطل بالاجماع'' (درمختار ج ۱ ص ۵۱)

(۷) ''فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ'' (۷:۳)

محکمات کے مقابلہ میں متشابہات پیش کرنا کج دلی اور کج روی ہے۔ اسی طرح علماء کے بعض اقوال میں اجمال یا ابہام یا اشتباہ ہوتا ہے۔ ایسے اقوال پیش نہ ہوں گے، ایسے اقوال کا مطلب خود ان حضرات کے واضح اقوال یا مسلک جمہور کی تائید سے لیا جائے گا، ورنہ سکوت اختیار کیا جائے گا۔ استدلال نہیں کیا جائے گا۔

(۸) ''ماضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون'' (۵۸:۴۳)

اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور اُس کے ساتھی کافروں کو محض جھگڑالو قرار دیا، کیونکہ وہ بتوں والی آیتیں نبیوں پر لگاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ: ''ھم شرار خلق اللہ'' یہ لوگ خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ شریر ہیں، کیونکہ کافروں والی آیات مؤمنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴)

زیر بحث مسئلہ میں بتوں اور کافروں والی آیات انبیاء علیہم السلام پر چسپاں نہیں کی جائیں گی، بلکہ صرف انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں آیات وروایات پیش ہوں گی۔

(۹) ''ان اللہ یامرکم أن تؤدوا الامانات الی اھلھا'' (۵۸:۴)

اور رسول پاک ﷺ بیعت کے وقت یہ عہد لیا کرتے تھے: ''ان لا تنازع الامر اھلہ'' اور فرمایا کرتے تھے: ''اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ'' اس آیت اور احادیث کے اہل اور نااہل کی تقسیم فرمادی۔ اور نااہل کو اہل سے منازعت سے روکا۔ بلکہ نااہل کی مداخلت ہی کو دین کی تباہی قرار دیا۔ اس لئے قرآن حدیث کی تفسیر بالرائے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔ اس میں مفسرین ومحدثین جن کا مفسر ومحدث ہونا اور تفسیر وتشریح کا اہل ہونا امت میں مسلم ہے۔ اُن کے واضح ارشادات پیش کرنے ہوں گے کہ مثلاً کم از کم پیش کردہ آیت یا حدیث کے تحت دو مفسرین یا شارحین اہل سنت والجماعت نے اس مسئلہ کو ذکر کیا ہو۔ ورنہ تو قادیانی اجرائے نبوت پر ۱۳/آیات اور ۲/احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وفات مسیح علیہ السلام پر ۷۰/آیات اور ۲۵۰/احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

اس لئے جو فریق اپنی پیش کردہ آیت یا حدیث کا پیش کردہ مطلب صراحتاً اہل فن مفسرین اور محدثین سے نہ دکھا سکا، اُس کی وہ دلیل شمار نہ ہوگی، بلکہ قادیانیوں کی طرح تفسیر اور تشریح بالرائے کرنے والا شمار ہوگا۔ کسی آیت یا حدیث کا ایسا مطلب بیان کرنا جس سے اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ رد ہو یا جمہور کا مسلک خلاف قرآن وحدیث ثابت ہو اس کو تحریف معنوی قرار دیا جائے گا۔ اور اُس فریق کی شکست ثابت ہو جائے گی۔

ب: بڑی تفاسیر میں مفسرین ایک آیت کے کئی مطلب بیان کرتے ہیں اور تقریباً ۹۰ فیصد آیات کا یہ حال ہے تو کیا ''اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال'' کے تحت ۹۰ فیصد آیات کو نا قابل ایمان وعمل قرار دیا جائے گا، یا علامہ سیالکوٹی نے حاشیہ بیضاوی پر جولکھا ہے ''الاستدلال باحد وجھی التفسیر لیس استدلالاً بالمحتمل'' پر عمل ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا جائے کہ کیا مفسرین اہل سنت والجماعت خلاف قرآن عقائد واعمال کو بھی قرآن کا مفہوم بنا کر ذکر کرتے ہیں۔ جب کہ مفسرین اہل سنت والجماعت نے بعید سے بعید تو جیہات بھی ذکر فرما دیں، تو جو تو جیہہ کسی مفسر نے آیت کے تحت نہ لکھی ہو اُس کے ابعد سے ابعد اور تفسیر بالرائے ہونے میں کوئی شک ہوسکتا ہے؟

(۱۰) ''لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون'' (۴۲:۲)

''و لا تکتموا الشھادۃ و من یکتمھا فانہ أثم قلبہ'' (۲۸۳:۲)

تلبیس حق بالباطل کر کے خلط مبحث نہیں کیا جائے گا، مثلاً: مسئلہ زیر بحث کا تعلق موت کے بعد اور حشر سے پہلے زمانہ کے متعلق ہے۔ اس لئے موت والی آیات واحادیث کو پیش کرنا، یا حشر والی آیات واحادیث کو پیش کرنا محض خلط مبحث ہوگا۔ فریقین اپنے دلائل کو صرف ان دونوں کے درمیانی زمانہ سے متعلق بیان کرے گا۔ غیر متعلق دلائل شمار نہ ہوں گے بلکہ دلیل شکست ہوں گے۔

(۱۱) ''یحرفون الکلم عن مواضعہ و لا تکن للخائنین خصیما، من غش فلیس منا'' کسی صحابی یا مفسر یا محدث یا عالم کی ایسی عبارت پیش کرنا جو عقیدہ سے غیر متعلق ہو اور اسی عالم کی واضح اور صریح عبارت کو بیان نہ کرنا یہ اُس کے کلام میں تحریف وخیانت ہوگی اور سامعین کو دھوکا دینا ہوگا۔ اس لئے مناظر جب کوئی قول پیش کرے گا تو وہ اعلان کرے گا کہ اس کے خلاف اس عالم کا کوئی قول نہیں اور اگر فریق مخالف اُس کے خلاف قول دکھا دے تو فریق اوّل کا دھوکا ثابت ہو جائے گا اور اُس کی شکست ثابت ہو جائے گی۔

(۱۲) اس قسم کے دعاوی کہ فلاں حدیث فلاں آیت کے خلاف ہے۔ اس لئے مردود ہے۔ جیسے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حیات مسیح اور ختم نبوت غیر تشریعی کی تمام احادیث قرآن کے خلاف ہیں۔ یہ دعاوی کسی نا اہل سے نہیں سنے جائیں گے بلکہ مفسرین اور شارحین حدیث کے حوالے سے یہ دعویٰ ثابت کرنا ہوگا کہ فلاں حدیث فلاں آیت کے خلاف ہے۔ پھر اس حدیث کو رد کرنے یا تطبیق کی جو صورت اہل فن مفسرین اور محدثین نے بیان کی ہوگی وہ بیان کرنا ہوگی کسی نا اہل کی بات تسلیم نہیں کی جائے گی۔

(۱۳) ''و قال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن و الغوا فیہ لعلکم تغلبون''

دلیل کا جواب دلیل سے دینے کی بجائے شور کر کے غلبہ حاصل کرنا کفار کا شیوہ ہے نہ کہ اہل اسلام کا۔

(۱۴) ''انا خطیبھم اذا انصتوا'' ایک کی تقریر کے درمیان کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۱۵) حوالہ میں خیانت، بات میں جھوٹ، بحث میں گالی گلوچ منافق کی علامات ہیں۔ (نہ کہ مناظر یا معاون کی) (مشکوٰۃ)